۷۲

بہتر فرقے ہمیشہ جہنّم میں

مُصنّف

مولانا رضوان احمد نوری شریفی

72

الجامعة البركاتيه

باسمہٖ تعالیٰ

مصنّف

الجامعۃ البرکاتیہ

پوسٹ گھوسی ضلع مئو (یو. پی.)

ناشر

آل انڈیا بزم گلزارِ ملت ناگ پور

نام کتاب : بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں

مصنف : مولانا رضوان احمد صاحب نوری شریفی
شیخ الادب دارالعلوم اہلسنت شمس العلوم
وبانی الجامعۃ البرکاتیہ پوسٹ گھوسی ضلع مئو۔(یوپی)

کمپوزنگ : محمد بلال اشرف قادری گھوسی

تعداد : گیارہ سو

سن طباعت : ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ/ اکتوبر ۲۰۱۳ء

صفحات : ۱۱۲

قیمت :

ملنے کے پتے

کتب خانہ امجدیہ

۴۲۵ مٹیا محل جامع مسجد دہلی - ٦

تقریظ جلیل

قاضی القضاۃ تاج الشریعہ حضور مفتی محمد اختر رضا خان صاحب قادری ازہری
قائم مقام حضور مفتی اعظم، أفاض اللہ علینا من برکاتھما۔
صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء وصدر مفتی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ الکرام أجمعین ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین۔

میں نے زیر نظر کتاب ''بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں'' کا پیش لفظ پڑھوا کر بغور سنا، اس سے پہلے اس مضمون کی کچھ قسطیں بھی سن چکا ہوں، بحمدہ تعالیٰ یہ رسالہ اہل سنت وجماعت کیلئے بہت مفید ہے خصوصاً اس کا پیش لفظ جس میں پوری کتاب کا اجمالی جائزہ لیا گیا سب سے پہلے پڑھنے کے قابل ہے۔ مجیب سلمہ القریب المجیب نے مذہب اہل سنت وجماعت کی خوب تائید کی اور حدیث افتراق امت کا صحیح مفہوم آیات واحادیث سے اور شراح حدیث کے اجماعی کلمات سے خوب آشکار کیا، اور اس خودساختہ تحقیق جس کے اندر صلح کلیت کو چھپانے کی کوشش کی گئی اور بزور زبان اسی کو مفہوم حدیث ٹھہرانا چاہا اس کا پردہ فاش کیا۔ اس خودساختہ تحقیق کی حمایت پر مضمون نگاری ونشر واشاعت کے ذریعہ سے جو لوگ کمر بستہ ہوئے وہ بھی بے نقاب ہوئے، عوام اہل سنت اس پیش لفظ کو بار بار پڑھیں اور جو افراد صلح کلیت کی حمایت پر کمر بستہ ہیں اور اس کے لیے وہ جو وسائل اختیار کررہے ہیں ان سے ہوشیار رہیں اور مسلک اہل سنت جس کا دوسرا نام اس دور میں مسلک اعلیٰ حضرت ہے پر قائم رہیں اور اپنی شناخت برقرار رکھیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے اور اس کتاب کو قبول عام بخشے "ویرحم اللہ عبدا قال آمینا"۔ قال بفمہ وأمر برقمہ۔

محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ القوی
۲۵ر جمادی الأولی ۱۴۳۴ھ مطابق ۸راپریل ۲۰۱۳ء

ایشاں مستحق درآمدن دوزخ باشند بجہت سوءاعتقاد والا بجہت عمل شاید کہ فرقۂ ناجیہ نیز درآیند قول باآنکہ ذنوب فرقۂ ناجیہ مطلق مغفورست سخن بے دلیل ست" (یعنی بد عقیدگی کی وجہ سے سب جہنم میں جانے کے مستحق ہوں گے ورنہ بد عملی کی وجہ سے فرقۂ ناجیہ کے لوگ بھی جہنم میں جاسکتے ہیں اور یہ کہنا کہ فرقۂ ناجیہ کے گناہ مطلق بخش دیئے گئے ہیں یہ ایسی بات ہے جس کی کوئی دلیل نہیں) یہاں سوءاعتقاد سے مراد وہ بدعقیدگی ہے جو حد کفر کو پہنچی ہو اس لیے کہ اصول عقائد کی مخالفت یقینا کفر ہے اور کفر جہنم میں ہمیشہ رہنے کا سبب ہے اس کی تائید خود حضرت شیخ کے اخیر والے جملہ سے بھی ہوتی ہے اس لیے کہ اگر یہاں خلود فی النار مراد نہ ہو تو اِلاَّ مِلّۃ واحدۃ یقینا فرقۂ ناجیہ کے گناہ مطلقا بخش دیئے جانے کی دلیل ہوگی کیونکہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کے حکم سے خارج ہوتا ہے جیسا کہ پہلی قسط میں بتایا جاچکا ہے

خلود فی النار کی صراحت

حضرت ملاعلی قاری علیہ الرحمۃ والرضوان "کلھم فی النار" کی تشریح فرماتے ہوئے ارشادفرماتے ہیں "لأنھم یتعرضون لما یدخلھم النار فکفارھم مرتکبون ما ھو سبب فی دخولھا المؤبدۃ علیھم ومبتدعتھم مستحقۃ لدخولھا إلّا أن یعفو اللہ عنھم" (اس لیے کہ وہ اس کے درپے ہوں گے جو انھیں جہنم میں داخل کرے گی تو ان میں کے کفار ایسے گناہ کے مرتکب ہوں گے جس کی وجہ سے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور ان میں کے بدعتی جہنم میں داخل ہونے کے مستحق ہوں گے مگر یہ کہ اللہ انھیں معاف فرمادے تو (جہنم میں نہیں جائیں گے)

علامہ موصوف کی عبارت سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے یہ جانا جائے کہ بدعت دو طرح کی ہوتی ہے ایک بدعت وہ ہوتی ہے جس کے ارتکاب سے مومن کافر ہوجاتا ہے اور دوسری وہ بدعت ہوتی ہے جس کے ارتکاب سے مومن صرف گمراہ ہوتا

ہے کافر نہیں ہوتا۔ کون سے عقائد واعمال بدعت مکفرہ ہوتے ہیں اور کون سے عقائد و اعمال مکفرہ نہیں بلکہ صرف ضلالت وگمراہی ہوتے ہیں اس کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے ایمان وکفر کو سمجھا جائے۔

حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور ومعروف کتاب شرح عقائد نسفی جو عرصۂ دراز سے تمام مدارس اسلامیہ میں پڑھا جاتی ہے اس میں ایمان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"ان الایمان فی الشرع ھو التصدیق بما جاء بہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من عند اللہ تعالیٰ أی تصدیق النبی بالقلب فی جمیع ما علم بالضرورۃ مجیئہ بہ من عند اللہ تعالیٰ إجمالاً" ص ۹۰)

یعنی شریعت میں ایمان کہتے ہیں سچے دل سے ان تمام باتوں کی اجمالاً تصدیق کرنے کو جن کے بارے میں بدیہی طور پر معلوم ہے کہ سرکار دوعالم (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے لائے ہیں۔

ابھی میں نے جو عبارت نقل کی ہے اس میں الضرورۃ کا لفظ آیا ہے اس کا مطلب سمجھنے کے بعد ہی آپ واضح طور پر ایمان کا مطلب سمجھیں گے، شرح عقائد نسفی کی مشہور ومعروف شرح "النبراس" جو اپنے وقت کے محقق علامہ عبدالعزیز فرہاری قدس سرہ کی تصنیف ہے اس میں الضرورۃ کا مطلب بتاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"قیل المراد بالضرورۃ ما یقابل الاستدلال فی الضروری کالمسموع من فم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) أو منقول عنہ بالتواتر کالقرآن و الصلوات الخمس و صوم رمضان و حرمۃ الخمر و الزنا و قیل أراد بالضرورۃ الاشتھار بین الخاصۃ و العامۃ ضروریا کان الحکم أو استدلالیا و اورد علیہ أنہ یلزم عدم التکفیر من ینکر الحکم القطعی غیر المشتھر بین العامۃ کحد القذف قد یجاب بتفسیر

الخاصة المجتهدين والعامة بسائر العلماء وكتب الشارح على هوامش الكتاب أن المراد بالضرورة اليقين فلا يكفر بإنكار الظنی كالثابت بالاجتهاد أو خبر الواحد"

اس عبارت میں ضرورت سے مراد کیا ہے؟ اس سلسلہ میں تین اقوال پیش کئے گئے ہیں پہلے قول میں ضرورت سے مراد بداہت ہے یعنی کسی چیز کا علم بغیر نظر وفکر کے حاصل ہونا دوسرے قول میں ضرورت سے مراد مجتہدین ودیگر علما یا علما اور علما کی صحبت سے شرفیاب ہونے والے عوام کے درمیان مشہور ہونا ہے، چنانچہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے المعتقد المنتقد کے حاشیہ المستند المعتمد میں ضرورت کا مطلب یہ بتایا ہے کہ جس کو خاص اور وہ عام لوگ جانتے ہوں جو خواص یعنی علما کی صحبت میں رہتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

والمحققون لا يكفرون إلا بإنكار ما علم من الدين ضرورة بحيث يشترك في معرفته الخاص والعام المخالطون للخواص"

تیسرے قول میں ضرورت سے مراد یقین ہے پس پہلے قول کی بنیاد پر وہ چیز جس کا علم بغیر نظر وفکر کے حاصل ہوتا ہے اس کو ضروری کہتے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے دین کی کوئی بات سنی گئی ہو یا وہ بات سرکار دوعالم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اتنے لوگوں نے نقل کیا ہو جن کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو جیسے قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، نماز پنجگانہ، رمضان کے روزے فرض ہیں، شراب وزنا حرام ہے، دوسرے قول کی بنیاد پر ضروری سے مراد وہ حکم ہے جو خواص (مجتہدین) اور عوام (باقی تمام علمائے دین) کے درمیان یا علما کی صحبت سے شرفیاب ہونے والوں کے درمیان مشہور ہو خواہ وہ حکم نظری ہو یا بدیہی۔

تیسرے قول کی بنیاد پر ضروری سے مراد یقینی ہے، بہر حال ضروری کا مطلب یا تو بدیہی ہے یا مشہور یا یقینی، لہٰذا ان تمام عبارتوں کا خلاصہ یہ ہوا کہ ایمان نام ہے

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تمام باتوں میں سچے دل سے تصدیق کرنا جن باتوں کے بارے میں بدیہی یا یقینی طور پر معلوم ہے کہ ان تمام باتوں کو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی جانب سے لائے ہیں یا ان باتوں کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے لانا مجتہدین علمائے دین یا علما یا علما کی صحبت سے شرفیاب ہونے والوں کے درمیان مشہور ہے ایسی تمام باتوں کو ضروریات دین کہتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک بات کو ضروری دین کہتے ہیں۔

کفر:

اور معاذ اللہ، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لائی ہوئی باتوں میں سے کسی کو جھٹلانا، انکار کرنا یا اس میں ادنیٰ شک لانا کفر ہے۔

کفر لزومی والتزامی:

پھر یہ انکار دو۔ طرح ہوتا ہے لزومی اور التزامی۔ التزامی یہ ہے کہ ضروریات دین میں سے کسی شئ کا صراحۃً انکار کرے یعنی جو انکار اس سے صادر ہوا یا جس بات کا اس نے دعویٰ کیا وہ بعینہ کفر ومخالفت ضروریات دین ہو، یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے اسی کو کفر کلامی کہتے ہیں۔

لزومی یہ کہ جو بات اس نے کہی عین کفر نہیں مگر منجر بکفر ہو یعنی انجام کار اس سے کسی ضروری دین کا انکار لازم آئے اسی کو کفر فقہی کہتے ہیں، اس کفر فقہی کے مرتکب کو متکلمین کافر نہیں کہتے۔

چنانچہ شیخ الاسلام والمسلمین مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ نے فتاویٰ رضویہ ششم میں بڑے اچھے انداز میں سمجھایا ہے وہ فرماتے ہیں "تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سید العلمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب

کے پاس سے لائے ان سب میں ان کی تصدیق کرنا سچے دل سے ان کی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے ادامه الله لنا حتى نلقاه به يوم القيامة و ندخل بفضل رحمته دار السلام آمین اور معاذ اللہ ان میں کسی بات کا جھٹلانا اور اس میں ادنی شك لانا کفر اعاذنا الله منه بحفظه العظيم و رحم عجزنا و ضعفنا بلطفه الفخيم انه هو الغفور الرحيم آمين اله الحق آمین پھر یہ انکار جس سے خدا مجھے اور سب مسلمانوں کو پناہ دے دو طرح ہوتا ہے لزومی والتزامی، التزامی یہ ہے کہ ضروریات دین سے کسی شئ کا تصریحا خلاف کرے یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے، اگر چہ نام کفر سے چڑے اور کمال اسلام کا دعویٰ کرے، لفر التزامی کے یہی معنی نہیں کہ صاف صاف اپنے کافر ہونے کا اقرار کرے جیسا کہ بعض جہال سمجھتے ہیں، یہ اقرار تو بہت طوائف کفار میں بھی نہ پایا جائے گا، ہم نے دیکھا ہے، بہتیرے ہندو کافر کہنے سے چڑتے ہیں، بلکہ اس کے یہ معنیٰ کہ جو انکار اس سے صادر ہوا یا جس بات کا اس نے دعویٰ کیا وہ بعینہ کفر و مخالف ضروریات دین ہو جیسے طائفہ تالفہ نیا چرہ کا وجود ملک و جن و شیطان و آسمان و نار و جنان و معجزات انبیا علیہم افضل الصلواۃ السلام سے ان معانی پر کہ اہل اسلام کے نزدیک حضور ہادیٔ برحق صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے متواتر ہے انکار کرنا اور اپنی تاویلات باطلہ وتوہمات باطلہ کو لے مرنا نہ ہرگز ان تاویلوں کے شوشے انھیں کفر سے بچائیں گے نہ محبت اسلام و ہمدردی قوم کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے قاتلهم الله انى يوفكون.

اور لزومی یہ ہے کہ جو بات اس نے کہی عین کفر نہیں مگر منجر بکفر ہوتی ہے یعنی مآل سخن ولازم حکم کو ترتیب مقدمات و تتمیم تقریبات کرتے لے چلئے تو انجام کار اس سے کسی ضروری دین کا انکار لازم آئے جیسے روافض کا خلافت حقہ راشدہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت جناب صدیق اکبر و امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انکار کرنا کہ تضلیل جمیع صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف مودی

اور وہ قطعاً کفر مگر انھوں نے صراحۃً اس لازم کا اقرار نہ کیا تھا بلکہ اس سے صاف تحاشی کرتے اور بعض صحابہ یعنی حضرت اہل بیت عظام وغیرہم چند اکابر کرام علی مولاہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام کو زبانی دعوؤں سے پیشوا بتاتے اور خلافت صدیقی و فاروقی پر ان کے توافق باطنی سے انکار رکھتے ہیں اس قسم کے کفر میں علمائے اہل سنت مختلف ہو گئے جنھوں نے مآل مقال اور لازم سخن کی طرف نظر کی حکم کفر فرمایا اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں بدعت و مذہبی وضلالت و گمراہی ہے۔ والعیاذ باللہ رب العٰلمین

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ شفا شریف میں فرماتے ہیں "من قال بالمآل لما يؤدى إليه قوله ويسوقه إليه مذهبه كفره فكأنهم صرحوا عنده بما ادى إليه قولهم و من لم يواخذهم بمآل قولهم ولا الزمهم بموجب مذهبهم لم يرا كفار هم لأنهم إذا و قفوا على هذا قالوا لا نقول بالمآل الذى الزمتموه لنا و نعتقد نحن و أنتم أنه كفر بل نقول ان قولنالايؤل إليه على ما أصلناه فعلى هذين المآخذين اختلف الناس فى اكفارهم اهل التاويل و الصواب ترك إكفارهم ملخصا" (فتاویٰ رضویہ ششم قدیم ص ۲۶۵ و ۲۶۶)

اتنی بات سمجھنے کے بعد اب ملا علی قاری علیہ الرحمۃ والرضوان کی عبارت سمجھئے وہ فرماتے ہیں "لأنهم يتعرضون لما يدخلهم النار فكفارهم مرتكبون ما هو سبب لدخولها المؤبدة عليهم و مبتدعتهم مستحقة لدخولها إلا أن يعفو الله عنهم" اس عبارت کا ترجمہ گذر چکا ہے اس عبارت میں فکفارہم میں کفار سے مراد ایسے ہی لوگ ہیں جو ضروریات دین میں سے کسی ضروری کے منکر ہیں اور قطعاً اور اجماعاً کافر ہیں ایسوں کے لیے یقینا خلود فی النار ہے اور عبارت مذکورہ میں مبتدعتہم سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ یا قول عین کفر تو نہ ہو لیکن اس سے کفر لازم آتا ہو یا اس سے کم درجہ کی بدعقیدگی ان کے اندر پائی جاتی ہے تو ایسے لوگوں اللہ تعالیٰ چاہے تو نعاف فرمادے

اورعذاب نہ کرے، یا جہنم میں داخل کرے اور سزا کے بعد انھیں اپنے فضل وکرم سے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرمائے یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے۔

ڈاکٹر اسید الحق صاحب نے ہمارے بزرگان دین کی جن عبارتوں کو اپنے نظریہ کی تائید میں پیش کیا ہے وہ لزوم کفر سے متعلق ہیں خواہ عبارت امام ابوالحسن اشعری کی ہو یا شیخ محقق دہلوی کی ہو یا مجدد الف ثانی کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ذیل میں ہم ان عبارتوں کو انھیں کے ترجمہ کے ساتھ پیش کرتے ہیں تا کہ قارئین کو بھی اطمینان حاصل ہو جائے۔

(۱) ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں ''امام اہل سنت امام ابوالحسن الاشعری (متوفی ۳۲۴ھ) اپنی کتاب ''مقالات الاسلامیین'' کے آغاز میں فرماتے ہیں: "اختلف الناس من بعد نبیهم صلی اللہ علیه وسلم فی أشیاء کثیرة ضلل فیها بعضهم بعضا و برئ بعضهم من بعض فصاروا فرقا متبائنین و احزابا متشتتین الا ان الاسلام یجمعهم ویشتمل علیهم (۶۹)''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں کے درمیان بے شمار چیزوں میں اختلاف واقع ہو گیا، بعض نے بعض کو گمراہ قرار دیا اور بعض نے بعض سے برأت ظاہر کی، تو یہ الگ الگ فرقوں اور مختلف احزاب میں تقسیم ہو گئے، ہاں مگر اسلام ان سب کو جامع ہے اور ان سب پر مشتمل ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ امام اشعری ان فرقوں کو اسلام سے خارج نہیں مانتے بلکہ ان کی گمراہی کے باوجود ان سب فرقوں کو اسلام میں شامل ہی تسلیم کرتے ہیں، امام اشعری کا یہ موقف ان کی کتاب کے نام سے بھی ظاہر ہے انھوں نے اپنی کتاب کا نام "مقالات الاسلامیین" رکھا ہے یعنی اہل اسلام کے مقالات، اور پھر اس کتاب میں خوارج، روافض اور معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقوں کے عقائد اور مقالات ذکر فرمائے ہیں، اگر ان فرقوں کو وہ اسلام سے خارج سمجھتے تو کتاب کا نام

"مقالات الاسلامیین" نہ ہو کر مقالات المرتدین'' ہونا چاہیے تھا۔''

ڈاکٹر موصوف نے حضرت امام اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی عبارت کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ مقالات الاسلامیین میں جتنے فرقوں کا بیان ہوا ہے وہ اسلام سے خارج نہیں خواہ بالاجماع کافر ہی کیوں نہ ہوں اس لیے کہ ان سب کے بارے میں امام اشعری علیہ الرحمہ نے فرمایا "إلا أن الاسلام یجمعهم ویشتمل علیهم" حالانکہ امام صاحب کی مراد یہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ امام اشعری علیہ الرحمہ نے ضلل بعضهم بعضا (ان میں سے بعض نے بعض کو گمراہ کہا) فرمایا "کفر بعضهم بعضا" (ان میں سے بعض نے بعض کو کافر کہا) نہیں فرمایا اگرچہ گمراہی کا مفہوم بہت وسیع ہے اس کا ادنیٰ درجہ ترک اولیٰ اور انتہائی درجہ کفر وشرک ہے مگر یہاں وہی گمراہی مراد ہے جو حد کفر تک نہ پہنچی ہو، اس کی تائید محشی کے قول سے بھی ہوتی ہے چنانچہ محشی إلا أن الاسلام یجمعهم ویشتمل علیهم پر حاشیہ تحریر کرتے ہوئے کہتے ہیں "یشیر المؤلف الی ما وقع من اختلاف الرأی فی مسائل فرعیة لم ینزل فیها نص صریح، و کذالك الاضطراب الذی حدث بعد وفاة الرسول صلی اللہ علیه وسلم هذا کله وارد فی کتب السیرة والتاریخ، فلا ضرورة الی التوسع فی شرحه لأنه یخرج عن الغرض من الکتاب" (مؤلف کا اشارہ ایسے فرعی مسائل میں اختلاف رائے کی طرف ہے جن کے بارے میں کوئی نص صریح نازل نہیں ہوئی اور یونہی اس اضطراب واختلاف کی طرف ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد رونما ہوا یہ تمام باتیں سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہیں اس لیے ان کی مزید تشریح کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ کتاب کی غرض سے خارج ہے)

امام اشعری علیہ الرحمہ اور محشی دونوں کی تحریر سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہاں گمراہی سے کفر وشرک نہیں مراد ہے اور ظاہر ہے جس سے کفر وشرک صادر نہ ہو گا وہ مسلمان اور مؤمن ہی کہلائے گا اسی لیے امام اہل سنت نے فرمایا إلا أن الاسلام

یجمعھم و یشتمل علیھم۔

ڈاکٹر مذکورہ عبارت کو اپنے موقف کی تائید میں پیش کرنے کے بعد کتاب کے نام مقالات الاسلامیین کو بھی دلیل میں پیش کیا اور کہا کہ اگر وہ فرقے خارج از اسلام ہوتے تو اس کتاب کا نام مقالات المرتدین ہونا چاہیے تھا اس کتاب کو مقالات الاسلامیین کے نام سے موسوم کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ جن فرقوں کا اس میں ذکر ہے وہ اسلام سے خارج نہیں۔

یہاں بھی مولانا غلط فہمی کے شکار ہوئے ہیں کیونکہ مذکورہ نام رکھنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ کتاب میں مذکورہ تمام فرقے مسلمان ہیں اسلام سے خارج نہیں ہیں بلکہ وجہ یہ ہے کہ وہ فرقے عقائد باطلہ اور عقائد کفریہ کے باوجود اسلام کے دعویدار ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں اس اعتبار سے کتاب کا نام "مقالات الاسلامیین" رکھا۔ ورنہ ان فرقوں کو مسلمان ماننا لازم آئے گا جو قطعاً یقیناً کافر ہیں اس لیے کہ ان فرقوں کا بھی اس کتاب میں ذکر ہے خود مولانا کے نزدیک جو فرقے بالاجماع کافر ہیں جیسے سبائیہ، جہمیہ اور وہ روافض جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اللہ مانتے ہیں ان تمام فرقوں کا امام اشعری علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے اور ان کے عقائد باطلہ فاسدہ کو بیان فرمایا ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ امام موصوف نے جن فرقوں کے بارے میں "اِلا ان الاسلام یجمعھم ویشتمل علیھم" فرمایا ہے ان سے مراد وہی فرقے ہیں جن کی گمراہ و بدعت حد کفر تک نہیں پہنچی ہے۔

(۲) "شرح سفر السعادۃ میں حضرت شیخ محقق دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں "مراد بدخول نار ونجات ازاں بجہت عقیدہ است نہ عمل والا دخول فرقۂ ناجیہ در نار بجزائے عمل نیز جائز است، ایں فرقہ ہمہ اہل قبلہ اند وتکفیر آنہا مذہب اہل سنت و جماعت نہ، اگرچہ کفر برانہا لازم آمد" (ان فرقوں کے جہنم میں داخل ہونے اور اس

سے نجات حاصل ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہ دخول عقیدہ کے سبب ہوگا عمل کے سبب نہیں، ورنہ عمل کی جزا کے طور پر فرقہ ناجیہ کا بھی جہنم میں داخل ہونا جائز ہے، یہ تمام فرقے اہل قبلہ ہیں، مذہب اہل سنت پر ان کی تکفیر نہیں کی جائے گی اگرچہ ان پر کفر لازم آئے"۔

یہاں شیخ کا تمام فرقوں کو اہل قبلہ کہنا اور یہ کہنا کہ اگرچہ انپر کفر لازم آئے ان کی تکفیر نہیں کی جائے گی یہ دلیل ہے کہ کفر التزامی کے مرتکب نہ ہوں زیادہ سے زیادہ کفر لزومی کے مرتکب ہوں تو ایسے لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے لیکن وہ فرقے جن کی گمراہی اور بدعقیدگی اصول عقائد میں مخالفت کی وجہ سے حد کفر تک پہنچ چکی ہو اور کفر التزامی کے مرتکب ہوں تو وہ یقیناً اجماعاً ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

(۳) "امام ربانی مجدد الف ثانی نے بھی مکتوبات میں یہی موقف اختیار کیا ہے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں "باید دانست کہ مراد از قول آں سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ در حدیث تفریق این امت بہفتاد و دو فرقہ واقع شدہ است کلھم فی النار الا واحدہ دخول شاں است در نار ومکث شاں است در عذاب آن نہ خلود در نار و دوام در عذاب آنکہ منافی ایمان ومخصوص بکفار" (جاننا چاہیے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کلھم فی النار اِلا واحدۃ جو حدیث افتراق امت میں وارد ہوا ہے سے مراد ان کا جہنم میں داخل ہونا اور عذاب میں کچھ وقت گذارنا ہے نہ کہ (مراد یہ ہے کہ) خلود فی النار اور عذاب میں ہمیشہ رہنا جو کہ ایمان کے منافی ہے اور کفار کے ساتھ مخصوص ہے"۔

اس عبارت سے بھی یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ جو فرقے کفر التزامی کے مرتکب نہیں ہوں گے وہ جہنم سے نکالے جائیں گے اور جو کفر التزامی کے مرتکب ہوں گے وہ ہمیشہ رہیں گے اس لیے کہ ان کے پاس ایمان ہوگا ہی نہیں کہ جہنم میں ہمیشہ رہنا منافی ایمان ہو۔

پھر مولانا موصوف لکھتے ہیں'' کچھ آگے چل کر امام ربانی مجدد الف ثانی
فرماتے ہیں:

وچوں ایں فرقہ مبتدع اہل قبلہ اند در تکفیر آنہا جرأت نہ باید نمود تا زمانیکہ انکار
ضروریات دینیہ نمایند ورد متواترات احکام شرعیہ کنند وقبول ماعلم مجیئہ من الدین بالضرورۃ
نکنند علما فرمودند اگر نود ونہ وجہ کفر دائر شود و یک وجہ اسلام یافتہ شود تصحیح این وجہ باید نمود و حکم
بکفر نباید کرد'' (چونکہ یہ گمراہ فرقے اہل قبلہ ہیں (لہٰذا ان کی تکفیر کرنے میں جرأت نہیں
کرنا چاہیے، تاوقتیکہ ضروریات دین کا انکار کریں، متواتر احکام شرعیہ کو رد کریں اور ضرور
یات دین کو قبول نہ کریں، علما نے فرمایا ہے کہ اگر ننانوے پہلو کفر کے ہوں اور ایک پہلو
اسلام کا ہو تو اسلام والے پہلو کو صحیح ماننا چاہیے اور کفر کا حکم نہ لگانا چاہیے)۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی اس عبارت سے یہ ظاہر ہے کہ
جو ضروریات دین کا صراحۃً منکر ہو اور جس کے کفریہ اقوال میں تاویل کی قطعاً گنجائش
نہ ہو اس کی تکفیر کی جائے گی اور وہ بھی ایسا ہی کافر ہوگا کہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا۔

بہتّر فرقے ہمیشہ جہنم میں

(تیسری قسط)

ڈاکٹر اسید الحق صاحب محقق دوانی علیہ الرحمہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۴) ''ملا جلال الدین محقق دوانی نے بھی یہاں "کلھا فی النار" سے
دخول فی النار، مراد لینے کو ترجیح دی ہے، فرماتے ہیں کلھا فی النار من حیث
الاعتقاد فلا یرد أنه لو ارید الخلود فیھا، فھو خلاف الاجماع فا ن
المؤمنین لا یخلدون فی النار و ان ارید به مجرد الدخول فیھافھو
مشترك بین الفرق اذا ما من فرقة الا و بعضھم عصاة. ''وہ سب دوزخی
ہیں'' یعنی عقیدہ کے اعتبار سے پس یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ اگر یہاں خلود فی النار
مراد لیا جائے تو یہ خلاف اجماع ہے اس لیے کہ مومنین ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے
اور اگر اس سے صرف دخول فی النار مراد لیا جائے تو یہ تمام فرقوں میں مشترک ہے اس
لیے کہ ہر فرقہ میں کچھ نہ کچھ گنہگار ضرور ہوں گے''۔

محقق دوانی علیہ الرحمہ کی اس عبارت میں کوئی ایسا لفظ یا قرینہ نہیں ہے جس سے
دخول فی النار مراد لینا راجح ہو بلکہ یہاں عبارت سے خلود فی النار مراد لینا ہی راجح
معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ یہاں دو قرینہ ہے، پہلا قرینہ یہ ہے کہ مصنفین کا طریقہ عام
طور سے یہی ہے کہ جو بات ان کے نزدیک راجح ہوتی ہے اس کو پہلے بیان کرتے
ہیں، محقق دوانی علیہ الرحمہ نے پہلے جو بات کہی ہے وہ خلود فی النار ہی ہے، چنانچہ وہ
فرماتے ہیں "کلھا فی النار من حیث الاعتقاد فلا یرد أنه لو ارید الخلود
فیھا فھو خلاف الإجماع فإن المؤمنین لا یخلدون فی النار" اس عبارت کی